خاندان سے ہو تو یہ عدل کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے شوہر گویا پہلی بیوی کے سینہ میں ایک ایسا خنجر بھونک دے رہا ہے جس کی خلش زندگی بھر وہ محسوس کرتی رہے گی اور آخر گھٹ گھٹ کر مر جائے گی۔ جو عورتیں اعلیٰ خاندانوں کی ہوتی ہیں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر ان کے خاندانی وقار کو صدمہ نہ پہنچے تو موٹا جھوٹا کھا پی کر بھی وہ خوش رہتی ہیں۔ لیکن اگر ان کا خاندانی وقار مجروح ہوتا ہے یا ان کے حسبی و نسبی شرف و مجد کو ٹھیس لگتی ہے تو آپ ان کو لاکھ سونے اور چاندی کے لقمے کھلائیے پھر بھی وہ خوش نہ ہوں گی۔ اس بنا پر آنحضرتؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نکاح ثانی کرتے وقت دونوں عورتوں کی نسبی اور خاندانی مساوات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے اس تقریر میں فرمایا کہ اچھا اگر علیؓ ایسا ہی ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو فاطمہؓ کو طلاق دے دیں اور پھر جو چاہیں کریں۔

آپ کے سوالات کے جوابات ختم ہوئے۔ اب آخر میں اتنا اور کہنا ہے کہ یہ آپ نے ایمان میں خلل پڑنے کی ایک ہی کہی۔ اگر خدا نہ کرے آپ کا ایمان ایسا ہی خام ہے کہ کسی کتاب میں دو چار سطریں دیکھیں یا کسی سے ادھر ادھر کی دو ایک باتیں سنیں تو اس میں خلل پڑنے لگا تو بس آپ کے ایمان کا خدا ہی والی اور نگہبان! اس وقت بے ساختہ آزاد سبحانی کی ایک غزل جو کبھی بچپن میں کہیں سنی یا پڑھی تھی اس کا ایک شعر یاد آگیا ہے آپ بھی سن لیجئے!

مزاجِ لاابالی اور جوانی!
خدا حافظ ہے ناموسِ حیا کا!

آپ کو سورج کے سورج ہونے کا یقین ہے اور اس پر آپ کا ایمان ہے۔ پھر اگر آپ کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ سورج کی شعاعیں ٹیڑھی ترچھی کیوں پڑتی ہیں۔ سیدھی کیوں نہیں پڑتیں اور نیز یہ کہ ان کا رنگ بنفشی کیوں ہے۔ سفید کیوں نہیں۔ زمین سورج کے گرد کیوں گھومتی ہے۔ سورج زمین کے گرد کیوں نہیں گھومتا تو سورج پر آپ کے ایمان میں کیوں خلل نہیں پڑتا۔

ادبیات

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

جناب روش صدیقی

وہ نذرِ عقیدت و محبت جو لکھنؤ کے حالیہ جشن عید میلاد میں بارہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے انوار کے ساتھ بہ صد ہزار ادب و احترام بارگاہِ رسالت میں پیش کی گئی۔

مرادِ کعبۂ اہل وفا، سلام علیک
امامِ قافلۂ انبیا سلام علیک
مکینِ مسندِ عرشِ خدا سلام علیک

بہ ہر شمارِ نفس صد ہزار بار سلام
بہ روحِ پاک تو ہر لمحہ بیشیار سلام

بشر کو تجھ سے تجلیِ حسنِ ذات ملی
ترے ظہور سے کونین کو حیات ملی
حیات کو ترے قدموں میں کائنات ملی

بلند چشمِ دو عالم سے ہے مقام ترا
مگر فروغِ دو عالم ہے لطفِ عام ترا

گماں کو خوابِ پریشاں بنا دیا تو نے
یقیں کو دل کا نگہباں بنا دیا تو نے
خدا کے دین کو آساں بنا دیا تو نے

فنا کو حسنِ بقا تیرے آستاں سے ملا
جو دو جہاں کو ملا تیرے آستاں سے ملا

تری نگاہ تھی بیداریٔ ضمیرِ حیات
تری نگاہِ ازل آفریں، بشیرِ حیات
تری نگاہ ابد تک ہے دستگیرِ حیات
تری نگاہ نے ایسے بشر کئے پیدا
کہ جن کی گردنے گردوں میں در کئے پیدا

فضیلتِ دلِ صدیقؓ جاوداں تجھ سے
کمالِ عدلِ عمرؓ ہے ابد نشاں تجھ سے
حریم جامعؓ قرآں، ہے ضو فشاں تجھ سے
جلالِ مرتضویؓ میں جمال ہی تیرا
کمالِ خلقِ صحابہؓ کمال ہے تیرا

حیاتِ خاک نشیں کو لباسِ نور دیا
دلوں کو نور دیا، روح کو سرور دیا
جسے سرور دیا، ظرف بھی ضرور دیا
یہ اعتراف رہیگا ضمیرِ امکاں کو
کہ تو نے محرمِ یزداں کیا ہی انساں کو

صہیبؓ و عمّرؓ و ابوذرؓ کی تشنگی کیا تھی
بلالؓ و قرنیؓ و سلمانؓ کی بے خودی کیا تھی
رضائے دوست کی صورت تھی زندگی کیا تھی
انھیں زمیں پہ فلک بارگاہ ہونا تھا
اداشناسِ رسالت پناہ ہونا تھا

ہوائے دامنِ خلقِ عظیم کیا کہئے!

قدم قدم پہ بہشت نعیم کیا کہئے!
مقام شانِ رؤف الرحیم کیا کہئے!
بشر کے درد کا بار گراں اٹھائے ہوئے
امین رحمت یزداں ہی سر جھکائے ہوئے

عجم کے دیر پرستوں کو دیں پناہ کیا
عرب کے دشت نوردوں کو خضر راہ کیا
دلوں کو محرم اسرار لا الہ کیا
غلام آنکھ ملاتے تھے بادشاہوں سے
فقیر کام نہ رکھتے تھے کجکلاہوں سے

وہ درگذر، کہ جفا کار جھک گئے آخر
وہ رحمتیں، کہ دل آزار جھک گئے آخر
وہ حسن خیر، کہ اشرار جھک گئے آخر
عدو کمال ترحم سے شرمسار ہوئے
کبھی جو دشمن جاں تھے وہ جاں نثار ہوئے

نسیم خلد سے بدلا گیا مزاجِ سموم
جو راہ زن تھے، بنے خضر کاروانِ علوم
ترے کرم نے غلاموں کو کر دیا مخدوم
یہ فیض رحمت خیر الانام دیکھ لیا
کہ امیوں کو جہاں کا امام دیکھ لیا

وہ شفقتیں، کہ غریبوں کو اوجِ بخت پہ ناز
وہ حسنِ خلق، کہ رحم میں بھی عجز کا انداز